اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے فضل سے غیر معمولی قربانیاں کرنے والی جماعت عطا کی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳؍ جولائی ۱۹۷۶ء بمقام مسجد فضل لندن)

(خطبہ جمعہ کا خلاصہ)

احباب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ سے مستفیض ہونے اور حضور کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرنے کے اشتیاق میں نماز جمعہ کے مقررہ وقت سے بہت پہلے ہی نہ صرف لندن کے مختلف حصوں سے بلکہ انگلستان کے دور دراز علاقوں اور شہروں سے بھی مشن ہاؤس پہنچنے شروع ہو گئے اُس روز صبح سے نماز جمعہ سے قبل تک احباب کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری رہا اور مشن ہاؤس کی رونق لحظہ بہ لحظہ بڑھتی چلی گئی۔ اردگرد کا علاقہ تشریف لانے والے احباب کی موٹر کاروں سے بھر گیا ہر طرف دُور دُور تک موٹر کاروں کی قطاریں پھیلی ہوئی تھیں اُدھر مشن ہاؤس کا احاطہ مختلف ملکوں اور مختلف نسلوں کے احمدی احباب سے یوں معمور نظر آ رہا تھا کہ جیسے گلستانِ احمد کے اِس پُر فضا باغیچہ میں خوش رنگ وخوشنما پھولوں کے کھلنے کی وجہ سے بہار اپنے پورے عروج پر آئی ہوئی ہے اور ان کی بھینی بھینی خوشبو مشامِ جاں کو معطر کر رہی ہے۔

ایک بجے دوپہر تک محمود ہال مستورات سے نیز مسجد فضل لندن اور اس سے ملحق نو تعمیر شدہ وسیع وعریض کمرہ نمازیوں سے پر ہو چکا تھا۔ اِس ہال نما کمرہ کا سنگِ بنیاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال اپنے سفر یورپ کے دوران اپنے دستِ مبارک سے رکھا تھا یہ کمرہ مسجد فضل لندن سے ملحق جانبِ شمال قبلہ رُخ تعمیر کیا گیا ہے اس کی وجہ سے احبابِ انگلستان کے لئے جمعہ کی

نماز ادا کرنے میں بہت سہولت ہوگئی ہے ورنہ مسجد فضل لندن اپنی وسعت کے باوجود ناکافی ہو چکی تھی اور احباب کو بہت بڑی تعداد میں مسجد سے باہر گھاس کے اُس قطعہ میں جس پر یہ کمرہ تعمیر کیا گیا ہے نماز ادا کرنا پڑتی تھی۔

محمود ہال کے مستورات سے اور مسجد فضل لندن اور اس سے ملحق ہال نما وسیع وعریض کمرہ کے دیگر نمازیوں سے پُر ہو جانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈیڑھ بجے بعد دوپہر مشن ہاؤس سے مسجد میں تشریف لا کر پہلے ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے اُن افضال وانعامات کا ذکر کر کے جن سے وہ اپنے وعدوں اور بشارتوں کے مطابق جماعتِ احمدیہ کو نواز رہا ہے احبابِ جماعت کو ان کی عظیم ذمّہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اِس ضمن میں بالخصوص جماعتِ احمدیہ انگلستان کی مالی قربانیوں پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہمارا رب اللہ اِس قدر عظمت، کبریائی اور جلال والا ہے کہ انسانی ذہن اُس کی عظمت و کبریائی اور جلالتِ شان کا تصور نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی غیر محدود صفات اور قدرتوں میں سے بعض صفات کا ذکر فرمایا ہے جن سے ہمیں اُس کی عظمت اُس کے جلال اور اُس کی کبریائی کا کسی قدر اندازہ ہوتا ہے ان میں سے اس کی دو صفات اُس کا **الحی** اور **القیوم** ہونا ہے۔

الحی کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی ذات میں ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا پھر یہی نہیں کہ وہ خود زندہ ہے بلکہ ہر ذرۂ کائنات اور ہر ذی روح میں جو زندگی نظر آتی ہے وہ اُسی کی عطا کردہ ہے وہ خود ہی زندہ نہیں بلکہ ہر ذی روح کی زندگی کا موجب اور علت العلل بھی ہے پھر وہ **القیوم** ہونے کی وجہ سے خود اپنی ذات میں ہی قائم نہیں ہے بلکہ ہر چیز جو اس کی اپنی پیدا کردہ اور مخلوق ہے اس کے قیام کا بھی وہی موجب ہے اور اگر اس کائنات اور اس کے ہر ذرہ کا **الحی** اور **القیوم** کے ساتھ تعلق نہ رہے یا حی وقیوم خدا ایک لحظہ کے لئے اپنا سہارا ہٹا لے تو پوری کائنات پر فوراً ہی فنا وارد ہو جائے اور کوئی چیز بھی باقی نہ رہے۔

ایسے حیّ و قیّوم اور قدرت طاقت کے ساتھ زندہ تعلق کا ہونا ازبس ضروری ہے اس کے بغیر انسان روحانی طور پر زندہ رہ ہی نہیں سکتا زندہ تعلق خدا کے ساتھ اُس وقت قائم ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جائے اور اُس کی رُوح رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا پکار اُٹھے لیکن ایک خالی انسان رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا (یعنی میں اپنے رب کی رضا پر راضی ہوں) اُس وقت ہی کہہ سکتا ہے جب خدا تعالیٰ اسے اپنی جناب سے ایسا کہنے کی اجازت عطا فرمائے۔

اِس مرحلہ پر حضور نے خطبہ کے دوران جذباتِ تشکر سے لبریز ہو کر بڑے جذبہ سے فرمایا کہ آج میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے خوشی کے ساتھ اپنے آپ کو یہ اعلان کرنے پر مجبور پاتا ہوں کہ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا یعنی میں اپنے رب کی رضا پر راضی ہوں۔ آپ سب جانتے ہیں کہ گزشتہ سال مَیں نے نامساعد حالات میں سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا خدا نے اپنے فضل سے سب روکیں دُور کر دیں اور اسی کے فضل سے اب وہ مسجد بن کر تیار ہوگئی ہے اور اُسی کی دی ہوئی توفیق سے عنقریب اس کا افتتاح عمل میں آنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے فضل سے بہت مخلص جماعت عطا کی ہے اور انہیں خدا کی راہ میں قربانیاں کرنے کی غیر معمولی توفیق سے نوازا ہے۔ اس نئی مسجد کی تعمیر کے لئے پاکستان سے باہر کی بعض جماعتوں نے رقم فراہم کر دکھائی بالخصوص اللہ تعالیٰ نے جماعت انگلستان کو مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس پر دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُس کی تقدیس سے بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اسی دُنیا میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہر ایک کا خاتمہ بالخیر ہو اور اگلے جہان کی زندگی میں بھی جو دائمی ہے ہر ایک کو اُس کا پیار حاصل رہے۔

اِس ضمن میں اللہ تعالیٰ کے افضال وانعامات کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے مزید فرمایا ابتدا میں مسجد کی تعمیر کا اندازہ لگایا گیا تھا بعد ازاں اس میں کچھ فرق پڑ گیا۔ جب اندازہ لگایا گیا تھا اس وقت پاؤنڈ کی قیمت زیادہ تھی لیکن بعد میں پاؤنڈ کی قیمت گر گئی اور اندازہ سے بڑھ کر پاؤنڈز (Pounds) ادا کرنا پڑے۔ کنٹریکٹر کو آخری قسط ادا کرنا تھی اور رقم کم ہوگئی تھی میں نے مسجد کی تعمیر سے قبل کنٹریکٹر سے کہا تھا کہ تمہیں بنک کی ضمانت پر زیادہ اعتبار ہے یا میری زبان پر؟ اس نے جواب دیا تھا کہ مجھے آپ کی زبان پر زیادہ اعتماد ہے مجھے بنک کی

ضمانت کی ضرورت نہیں۔

مجھے فکر تھا کہ کنٹریکٹر نے جب میری زبان پر اعتماد کیا ہے تو اس اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچنی چاہیئے اللہ کے کام نیارے ہوتے ہیں امریکہ کے احمدیہ مشن میں ایک پرانا فنڈ پڑا ہوا تھا۔ یہ رقم میری نگاہ میں نہیں آئی تھی اور اگر یہ رقم پہلے نگاہ میں آ گئی ہوتی تو اسے وہاں تبلیغِ اسلام کے کاموں پر خرچ کر دیا جاتا لیکن خدا تعالیٰ نے اسے ایک اور ہی کام کے لئے محفوظ رکھا ہوا تھا چنانچہ اس فنڈ میں سے آخری قسط کے طور پر کنٹریکٹر کو بروقت ادائیگی کر دی گئی۔

جماعت احمدیہ ایک غریب جماعت ہے، دُنیا کی دھتکاری ہوئی جماعت، دُنیا کے غضبوں اور غیظ کا نشانہ بننے والی جماعت ہے، لیکن یہ خدا تعالیٰ کی اپنی قائم کردہ جماعت ہے۔ اِس پر آسمان کے فرشتوں کے ذریعہ اس کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ مہدی علیہ السلام کا یہ قافلہ (یعنی آپ کی جماعت) اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید ونصرت سے آگے ہی آگے قدم بڑھا رہا ہے اور انشاء اللہ آگے ہی آگے قدم بڑھاتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کی اور بیرونی ملکوں کی ان جماعتوں کی قربانیوں کو جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے رقم مہیا کی قبول فرمائے اور آپ کو اور انہیں اپنی رحمت سے نوازے۔ اس مسجد کی تعمیر میں پاکستان کی جماعتیں اپنی خواہش کے باوجود بعض حالات کی بنا پر حصہ نہیں لے سکیں۔ اگر ان کے لئے حصہ لینا ممکن ہوتا تو وہاں کی احمدی خواتین ہی اپنے چندوں سے یہ مسجد تعمیر کرا دیتیں جیسا کہ وہ پہلے بھی یورپ میں کئی مسجدیں تعمیر کرا چکی ہیں۔

حضور نے قربانیوں کے مزید مواقع کا ذکر کرتے اور احبابِ جماعت کو اُن کی ذمّہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ غلبۂ اسلام کا کام کسی ایک وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور نہ اس کا تعلق کسی ایک نسل کے ساتھ ہے بلکہ یہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جائے گا اور قربانیوں کے مواقع پیدا ہوتے چلے جائیں گے اگر کوئی جماعت کسی موقع پر قربانیوں میں حصہ نہ لے سکے تو اس کے لئے خدا تعالیٰ مزید مواقع مہیا کر دے گا۔ خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے والی کسی جماعت پر قربانیوں میں حصہ لینے کے دروازے ہمیشہ کے لئے کبھی بند نہیں کئے جا سکتے۔ خدائی جماعتوں کی راہ میں روکیں پیدا ہوتی ہیں، ابتلاء آتے ہیں لیکن اس لئے نہیں

آتے کہ انہیں خدائی افضال کے حصول سے محروم کر دیں بلکہ وہ ان کے درجات بلند کرنے اور انہیں افضال و انعامات کا پہلے سے بڑھ کر مورد بنانے کے لئے آتے ہیں۔

بعدۂ حضور نے سویڈن اور ناروے میں (جن میں سے اوّل الذکر میں حال ہی میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہے اور مؤخر الذکر میں مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ ہے) تبلیغِ اسلام کی مساعی اور ان کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا سویڈن اور ناروے کی جماعتوں میں ایک بنیادی فرق ہے۔سویڈن کی جماعت میں پاکستانی احمدیوں کی تعداد صرف دس فیصد ہے باقی وہاں کے اصلی باشندے ہیں یا ان یورپین ملکوں کے باشندے ہیں جو اپنے ملک میں کمیونسٹ انقلاب آنے کے بعد وہاں سے نقل مکانی کر کے سویڈن میں آ کر آباد ہو گئے ہیں اور ان میں سے بہت سوں نے یہاں آ کر جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ برخلاف اس کے ناروے کی جماعت زیادہ تر پاکستانی احمدیوں پر مشتمل ہے۔ناروے میں اسلام قبول کرنے کی رَو ابھی نہیں چلی جبکہ یہ رَو سویڈن میں چل پڑی ہے۔ وہاں کے یورپین نژاد احمدی تو کہتے ہیں کہ اگر ضروری وسائل میسر آ جائیں تو چند سال میں ہی لاکھوں گھرانے احمدیت میں آ سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا مستقبل کا علم تو خدا کو ہے ہم آئندہ کے بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن خداتعالیٰ چاہے تو چند سال میں ایسا انقلاب لا سکتا ہے۔ابھی تو تبلیغِ اسلام کا جو کام ہوا ہے اور اس کے جو نتائج برآمد ہوئے ہیں وہ آنے والے انقلاب کی ابتدا ہے۔ایک روشنی ضرور نمودار ہوئی ہے لیکن یہ وہ روشنی نہیں ہے جو سورج نکلنے کے بعد چاروں طرف پھیلتی چلی جاتی ہے بلکہ یہ وہ روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے نظر آتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ابھی بہت سے یورپی ملکوں میں احمدیوں کی تعداد بہت کم ہے اور بہت کم لوگوں نے وہاں اسلام قبول کیا ہے لیکن ابتدا میں تعداد کو چنداں اہمیت حاصل نہیں ہوتی۔ اہمیت تو اس مخفی تبدیلی کو حاصل ہوتی ہے جو رفتہ رفتہ فضا میں آ رہی ہوتی ہے کیونکہ یہ تبدیلی ہی آگے چل کر ایک بڑے انقلاب کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ جب میں ۱۹۶۷ء میں یورپ کے دَورہ پر آیا تھا تو ہالینڈ میں پریس کانفرنس میں وہاں کے ایک صحافی نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ آپ نے اس وقت تک ہالینڈ میں کتنے احمدی بنائے ہیں؟ اس سوال سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ جب میں کہوں گا کہ چند درجن لوگوں نے اسلام

قبول کیا ہے تو تمام صحافیوں پر یہ اثر پڑے گا کہ یہ کوئی قابل لحاظ تعداد نہیں ہے اور یہ کسی بڑے انقلاب کا پیش خیمہ نہیں بن سکتی۔ میں نے اسے جواب دیا کہ مسیح علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی میں جتنے لوگوں کو عیسائی بنایا تھا اُس سے زیادہ تعداد میں چند سال کے اندر اندر ہم یہاں لوگوں کو مسلمان بنا چکے ہیں یہ غیر متوقع جواب سُن کر وہ بالکل خاموش ہو گیا جیسے اُسے سانپ سونگھ گیا ہو دوسرے صحافی اس جواب سے بہت محظوظ ہوئے۔ سو حقیقت یہی ہے کہ اشاعتِ اسلام کے ضمن میں سوال اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کا نہیں ہے سوال یہ ہے کہ فضا میں بتدریج تبدیلی آ رہی ہے یا نہیں۔ اور فضا میں تبدیلی مسجد کی وجہ سے آئی ہے۔ فضا کو بدلا ہے تو مسجد نے بدلا ہے مشن ہاؤس تو مبلغ کی ضرورت کے لئے ہوتا ہے لیکن مسجد اللہ کا گھر ہے اس میں اللہ کی باتیں ہوتی ہیں اور جب اللہ کی باتیں ہوتی ہیں تو وہ اندر ہی اندر اثر کر کے بدخیالات کو جو متعصب ذہنوں کی پیداوار ہوتے ہیں زائل کر دیتی ہیں جوں جوں بدخیالات زائل ہوتے ہیں لوگوں کے نقطۂ نظر میں تبدیلی آتی چلی جاتی ہے اور اسلام کی اشاعت کے لئے فضا سازگار ہوتی چلی جاتی ہے اس وقت یورپ میں صورتِ حال یہ ہے کہ لوگوں نے وہاں ساری عمر پادریوں سے اسلام کے خلاف باتیں سُنی ہیں اب اُنہوں نے عیسائیت اور پادریوں کو تو چھوڑ دیا ہے لیکن پادریوں نے اسلام کے خلاف جو اعتراض ان کے ذہن نشین کرائے تھے انہیں اُنہوں نے ابھی تک ترک نہیں کیا اسی لئے ابھی وہاں اسلام کے خلاف تعصب دور نہیں ہوا۔ یہ رفتہ رفتہ دور ہو گا اور مسجدوں کی تعمیر کے نتیجہ میں وہاں بتدریج فضا بدلے گی۔

اِسی ضمن میں حضور نے ایک اور امر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یورپ میں پریس کانفرنس میں ایک سوال مجھ سے یہ پوچھا گیا تھا کہ آپ یورپ میں اسلام کو کس طرح پھیلائیں گے؟ سوال کرنے والے کا مقصد یہ تھا کہ (نعوذ باللہ) اسلام تو تلوار سے پھیلا تھا اور تلوار ہم نے تم سے چھین لی ہے اس لئے اب تم اسلام کو دُنیا میں پھیلانے میں کیسے کامیاب ہو سکتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے دل جیت کر اسلام کو یورپ میں پھیلائیں گے۔ اُسے اس جواب کی توقع نہ تھی اس لئے وہ مبہوت ہوئے بغیر نہ رہا۔ بہر حال دُنیا خواہ کتنی ہی بے توجہی سے کام لے اور دور بھاگے یہ نہیں ہوسکتا کہ اسلام غالب نہ آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

ہے کہ اگر لوگ اسلام کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے تو فرشتے آسمان سے نازل ہو کر انہیں اسلام کی طرف راغب کریں گے۔ فی الوقت تو ذہنوں کی تختی صاف ہو رہی ہے تا کہ اسلام کا نقش اچھا جم سکے۔

اس ضمن میں حضور نے ایک نہایت ہی اہم ضرورت کی طرف توجہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت دُنیا کو محض اسلامی تعلیم کی نہیں بلکہ اسلام کے عملی نمونہ کی ضرورت ہے جبھی تو پریس کانفرنس میں ایک سوال یہ کیا گیا تھا کہ اسلام کی تعلیم تو اچھی ہے لیکن اس کا عملی نمونہ کہیں نظر نہیں آتا۔ یہ ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب محض زبان سے نہیں دیا جا سکتا۔ وہ تو جبھی مطمئن ہوں گے جب اسلام کا حقیقی عملی نمونہ اُن کے سامنے آئے گا اسی لئے محض عقیدہ کبھی کافی نہیں ہوتا بلکہ اس پر عمل کی ضرورت ہوتی ہے اور اصل اہمیت عمل ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ احمدی ہونے کی حیثیت میں ہم پر دُہری ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایک ذمّہ داری تو یہ ہے کہ ہم اپنی ذاتی فلاح ونجاح کے لئے اسلام پر کماحقہٗ عمل کریں دوسری ذمّہ داری یہ ہے کہ ہم دوسروں کی رہنمائی اور فلاح ونجاح کے لئے اپنی زندگیوں میں اسلام کا حقیقی نمونہ پیش کریں۔ اگر ہم یہ مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے اور احمدیت کے طفیل ہمیں یہ نعمت میسّر ہے تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اور اُن کی غمخواری کا جذبہ بھی بدرجہ اتم موجود ہو اور ہمارے اندر دوسرں کی فلاح ونجاح کی تڑپ پائی جاتی ہو۔ اس تڑپ کا لازمی تقاضا ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ہم دوسروں کے سامنے اسلام کی حسین وجمیل تعلیم کا عملی نمونہ پیش کریں اور اس طرح انہیں راہِ راست کی طرف لائیں۔ پس ہماری یہ ایک نہایت ہی اہم ذمّہ داری ہے کہ ہمیں نہ صرف اپنی ذات کی خاطر بلکہ دُنیا کے واسطے رحمت کے دروازے کھولنے کی خاطر اسلام کا دل موہ لینے والا عملی نمونہ اپنی زندگیوں میں پیش کرنا ہے۔

اس امر کو مزید واضح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا اِس میں شک نہیں مالی قربانی بھی اہم ہے لیکن مالی قربانی ہی تو کافی نہیں اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں مال یا جان کا اتنا مطالبہ نہیں کیا جتنا کہ زندگی کا مطالبہ کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ نہ مجھے تمہارے مال کی چنداں ضرورت ہے اور نہ تمہاری جان کی ہی ضرورت ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم پوری زندگی میری راہ

میں وقف کر دو۔ حضرت ابراھیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام خواب کے ذریعہ ایک خدائی اشارہ پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے کہا میں تم سے جان نہیں مانگتا بلکہ اس سے بھی بڑا ایک فدیہ مانگتا ہوں اور وہ ہے اپنی پوری زندگی کو میری راہ میں وقف کرنا۔ چنانچہ نہ صرف اُنہوں نے بلکہ ان کی نسلوں نے اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں وقف کر دکھائیں اور وہ زندگی بھر بڑی بڑی تکلیفیں اپنے پر وارد کر کے خدمتِ دین کا فریضہ ادا کرتے چلے گئے۔

حضور نے فرمایا اس وقت ایک عظیم جدوجہد جاری ہے ایک طرف خدا تعالیٰ ہم سے دین کی سربلندی کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کرنے اور کرتے چلے جانے کا مطالبہ کر رہا ہے اور دوسری طرف دُنیا انسان کو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے میں کوشاں ہے۔ اِس عظیم جدوجہد کے وقت اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹی سی غریب جماعت کو توفیق دی ہے کہ وہ خدمتِ اسلام کے لئے قربانیاں پیش کرتی چلی آ رہی ہے اور اس نے خدمتِ اسلام کو اپنا مقصد عظیم قرار دے رکھا ہے۔ اِس میں شک نہیں قربانیاں بھی عظیم ہیں جن کا ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے لیکن انعام بھی بہت عظیم ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہمیں ساتھ کے ساتھ اپنے انعاموں سے نواز رہا ہے۔ مثال کے طور پر ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد بعض علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسی رَو چلائی ہے کہ وہاں اب تک ہزاروں گھرانے احمدی ہو چکے ہیں اور جو احمدی ہوئے ہیں وہ دن بدن ایمان اور اخلاص میں پختہ سے پختہ تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان تھوڑی سی قربانی کرتا ہے اس کے جواب میں خدا تعالیٰ اپنی پوری کائنات اور اپنی پوری صفات کے ساتھ اس کی طرف دوڑا چلا آتا ہے پھر خدا اپنے بندے کو اِس قدر نوازتا ہے کہ عام محاورہ کی رُو سے حد کر دیتا ہے یہ سب صلہ ہوتا ہے معمولی سی قربانی کا سو گویا انسان خدا کی خاطر تھوڑی سی تکلیف اُٹھاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے لئے بے انداز راحت کے سامان کر دیتا ہے اسی لئے ۱۹۷۴ء میں جب احبابِ جماعت نامساعد حالات میں سے گزر رہے تھے مَیں اُن سے کہتا تھا تمہارے یہ دُکھ عارضی ہیں لیکن تمہاری خوشیاں دائمی ہیں۔ ان دکھوں کے عوض خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی خوشیاں مقدر کر رکھی ہیں۔ دراصل دُنیا یہ بھول جاتی ہے کہ اصل رزق تو

خداتعالیٰ کے پاس ہے وہ جب چاہتا ہے اور جتنا چاہتا ہے اپنے بندہ کو دیتا ہے اور جس ذریعہ سے چاہتا ہے دیتا ہے کوئی اس کی عطا کے راستہ میں روک نہیں بن سکتا اسی طرح خوشی و راحت اور سکون واطمینان اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ملتا ہے اور کہیں سے نہیں مل سکتا اس لئے سب کچھ ہر طرف سے منقطع ہو کر اُسی سے مانگنا چاہئے اور اسی کے در سے لینا چاہیئے نہ کہ کسی اور دَر سے وہ الحیّ ہے جب وہ اپنی اس صفت کا اظہار کرتا ہے تو مردہ قومیں زندہ ہو جاتی ہیں اور جن کو وہ تباہ کرنا چاہتا ہے وہ اپنی قیومیت کا سہارا ذرا سی دیر کے لئے ہٹا لیتا ہے اور وہ فنا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان کو اپنا مقام بھی پہچاننا چاہیئے اور خداتعالیٰ کی عظمت وجلالتِ شان اور کبریائی کی بھی معرفت حاصل کرنی چاہیئے اسی میں اس کی تمام تر فلاح کا راز مضمر ہے۔

آخر میں حضور نے سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں تعمیر کی جانے والی مسجد کا پھر ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہمیں یہ امر کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہر مسجد اللہ کی مسجد نہیں ہوتی۔ مسجد کی حرمت اینٹ گارا اور لکڑی سے وابستہ نہیں ہے۔ ان چیزوں کو تو اللہ نے انسان کا خادم بنایا ہے۔ مسجد کی حرمت کا مدار اُسے آباد کرنے والوں پر ہوتا ہے اور ان لوگوں کے تقویٰ پر ہوتا ہے جنہیں خداتعالیٰ ان کا کسٹوڈین اور نگران بناتا ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر قائم ہوں اور قائم رہیں تا کہ ہم خداتعالیٰ کی نگاہ میں مساجد کی حرمت کو قائم کرنے والے قرار پاسکیں۔

حضور نے فرمایا سویڈن کے بعد اب ناروے میں مسجد تعمیر ہونی ہے اس کے لئے بھی انشاء اللہ العزیز بیرونی جماعتیں رقم فراہم کر دیں گی۔ جماعت احمدیہ کے قیام کی پہلی صدی مکمل ہونے میں اب صرف تیرہ چودہ سال کا زمانہ رہ گیا ہے۔ یہ زمانہ بہت ہی اہم ہے ذمّہ داریوں کے لحاظ سے بھی اور بہت ہی اہم ہے ان ذمّہ داریوں کی ادائیگی کے نتیجہ میں ملنے والے انعامات کے لحاظ سے بھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اہم ذمّہ داریوں کو سمجھنے اور انہیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اِس پر معارف اور بصیرت افروز خطبہ کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹؍اگست ۱۹۷۶ء صفحہ ۲، ۵، ۶)